زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخۂ اکسیر

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی 247554

زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخۂ اکسیر

وعظ

فقیہ العصر مفتی الاعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ طیبہ دیوبند 247554

تفصیلات

نام کتاب : زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخۂ اکسیر

وعظ : فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب

سن اشاعت : نومبر ۲۰۰۰ء

تعداد : ۱۱۰۰

باہتمام : محمد طیب قاسمی

ناشر : مکتبہ طیبہ دیوبند فون ۲۴۰۱۷

ملنے کے پتے

مکتبہ طیبہ دیوبند، فون:24017

ادارہ اسلامیات، ۳۶، محمد علی روڈ ممبئی، فون3435243

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
مسلمانوں کی ہر حالت رحمت ہے	۶
شکر نعمت کا طریقہ	۷
مصیبتوں کی تین قسمیں	۸
نہی عن المنکر کو چھوڑنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے	۱۰
سختی اور مضبوطی میں فرق	۱۲
علمی مسائل حل کرنے کا نسخہ	۱۴
غصہ بہت خطرناک گناہ ہے	۱۵
زحمت کو رحمت بنانے کی عقلی مثال	۱۶
شکر کی حقیقت	۱۷
عذاب بصورت اسباب	۱۷
زحمت اور رحمت کی پہچان	۱۸
حضرت والا کا ایک سبق آموز قصہ	۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر

(محرم ۱۴۰۲ھ)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیٔات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھدان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

قل ھل تربصون بنا الا احدی الحسنین ونحن نتربص بکم ان یصیبکم اللہ بعذاب من عندہ او بایدینا فتربصوا انا معکم متربصون ۵۔ (۹-۵۲)

مسلمانوں کی ہر حالت رحمت ہے:

اس آیت میں مجاہدین کے لئے بشارت ہے کہ "آپ کفار سے فرمادیں کہ ہم لوگ جب جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کا انتظار کرتے رہو، اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں" اللہ تعالیٰ کی دو رحمتوں میں سے ایک رحمت ضرور ملے گی، وہ کیا؟ اگر مرگئے تو سیدھے جنت میں گئے شہید ہوگئے اور زندہ رہے تو غازی کہلائے، زندگی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق جہاد کا ثواب مل رہا ہے، ساتھ ساتھ مال غنیمت بھی مل رہا ہے، مرگئے تو شہادت نصیب ہوگئی، اللہ تعالیٰ کی ہم پر وہ رحمت ہے ان کا وہ کرم ہے کہ زندہ رہیں تو رحمت مرجائیں تو رحمت۔

اور تمہارے بارے میں ہم یہ انتظار کررہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں براہ راست ہی ذلیل فرمائیں گے، یا ہمارے ہاتھوں قتل کروائیں گے۔

اس وقت آیت کے پہلے ٹکڑے کا بیان مقصود ہے، جو لوگ جہاد میں نکلے ہوئے ہیں ان کے لئے احدی الحسنیین یعنی دو بھلائیوں میں سے ایک کا وعدہ ہے، اس پر قیاس کرکے یہ سوچا جائے کہ جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد میں مشغول نہیں ہوسکتے انہیں بھی چاہیئے کہ ان پر جو حالت بھی آئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بنالیں اور رحمت بنالینا اپنے اختیار میں ہے، وہاں جیسے دو چیزیں تھیں کہ یا تو زندہ رہے یا مرگئے یہاں بھی سمجھ لیں کہ مسلمان کی دو حالتیں ہیں، کہ جب تک وہ زندہ ہے یا تکلیف میں ہے یا راحت میں۔ ہر شخص اس کا محاسبہ کرے کہ جب تک زندگی ہے بظاہر تکلیف میں ہے یا راحت میں، پھر تکلیفیں بھی مختلف قسم کی ہیں مالی پریشانی، بیماری کی پریشانی، لوگوں کی طرف سے پریشانی کہ کوئی دشمن مسلط ہوگیا وہ پریشان کررہا ہے، ذہنی پریشانی۔ غرض کسی قسم کی بھی

پریشانی ہو۔ ایک حالت تو یہ ہو گئی۔

اور دوسری راحت کی حالت کہ کوئی پریشانی نہیں بس سکون ہے، دونوں حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت بنالیں، اور یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں دے دیا ہے کہ راحت کو بھی رحمت بنالیں اور تکلیف کو بھی، دونوں صورتوں میں رحمت ہی رحمت، یہ دونوں حالتیں رحمت کیسے بنتی ہیں؟ اس طریقہ سے کہ بندہ ہر حال میں اپنے مالک کے ساتھ محبت کا تعلق رکھے، اطاعت کا تعلق رکھے، نافرمانی سے بچتا رہے، جن گناہوں کی عادت ہے خواہ ظاہری گناہ ہوں یا باطنی گناہ، ان سے بچنے کی کوشش کرے، توبہ واستغفار کرتا رہے، بس ہر حالت رحمت بن گئی، اگر جسمانی تکلیف میں مبتلا ہے، مالی تکلیف میں مبتلا ہے یا کسی انسان کی طرف سے پریشانی کا سامنا ہے، مگر یہ گناہوں کو چھوڑے ہوئے ہے، توبہ واستغفار میں مشغول ہے، تو یہ تکلیفیں اس کے لئے رحمت بن گئیں، وہ کیسے؟ گناہ معاف ہو رہے ہیں، اگر گناہ نہیں ہیں تو درجات میں ترقی ہو رہی ہے، جنت کی نعمتوں میں ترقی ہو رہی ہے، یا یہ کہ گناہ تو تھے مگر تکلیف کی وجہ سے گناہ بھی معاف ہو گئے اور درجات میں بھی ترقی ہو رہی ہے، تکلیف بھی رحمت بن گئی۔

شکر نعمت کا طریقہ:

اور اگر راحت و آسانی ہے تو یہ سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، شکر نعمت اداء کرے، شکر نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اطاعت کا تعلق رکھے صرف زبانی شکر کافی نہیں جب تک کہ اعمال کی اصلاح نہیں کرلیتا، اصلاح بھی کرلے اور ساتھ ساتھ زبانی شکر بھی اداء کرتا رہے پھر تو کیا کہنا، سبحان اللہ نور علی نور ہے، اگر زبانی شکر اداء نہیں کیا مگر عملی شکر اداء کر رہا ہے تو بھی شکر نعمت اداء ہو گیا، فرض اداء ہو گیا، ایک شاعر کہتا ہے۔

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ
یدی ولسانی و الضمیر المحجبا

مجھ پر آپ کے احسانات وانعامات کی جو بارش ہو رہی ہے اس کی وجہ سے آپ میری تین چیزوں کے مالک بن گئے، تینوں چیزیں ہر وقت آپ کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں، ایک ظاہری اعضاء ہاتھ پاؤں کان ناک وغیرہ، یہ آپ کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں، دوسری زبان جو ہر دم آپ کی مدح وثناء میں لگی رہتی ہے، تیسری چیز میرا دل ہے، جو آپ کی محبت سے سرشار ہے، آپ کا مملوک ہو گیا۔

یہ ایک انسان دوسرے انسان کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ آپ کے احسانات نے مجھے اپنا مملوک بنا لیا، حالانکہ ایک انسان جو دوسرے انسان پر احسان کرتا ہے تو اس کی مثال صرف ایک برتن کی سی ہے، اصل محسن تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں، انسان صرف اس کا ذریعہ ہے، کسی انسان نے دوسرے پر احسان کیا تو ذرا سوچئے کہ محسن کے دل میں احسان کرنے کا ارادہ کس نے پیدا کیا؟ احسان کرنے کی صلاحیت کس نے عطاء فرمائی؟ اور جو نعمت یہ دوسرے کو دے رہا ہے وہ نعمت اس کو کس نے عطاء فرمائی؟ ظاہر ہے کہ یہ تینوں چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں، جب ایک بندہ کے احسان کا دوسرے بندہ پر یہ اثر ہے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کتنا اثر ہونا چاہیئے؟

غرضیکہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہیں تو ان کو اپنے لئے حسنیٰ یعنی رحمت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ذریعہ بنالے، ان نعمتوں کو آئینۂ جمال یار بنالے، کہ نعمتوں میں منعم کا دیدار ہو، اس کا جلوہ نظر آئے۔

مصیبتوں کی تین قسمیں:

تکلیف اور مصیبت جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم عذاب ہے یعنی تکلیف عذاب کے طور پر آتی ہے، گناہوں کی سزا ہوتی ہے۔

دوسری قسم ہے کفارۂ سیئات اور تیسری قسم باعث ترقیٔ درجات۔ آنے والی تکلیف کس قسم میں داخل ہے؟ یہ کسی اور سے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں، جس پر گزر رہی ہے وہ خود ہی بتا دیتا ہے کہ کونسی قسم ہے؟ اگر تکلیف اور مصیبت کے دوران بھی نافرمانی سے باز نہیں آتا، گناہوں کی عادت جیسی پہلے تھی تکلیف کے بعد بھی ویسی ہی ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ تکلیف اس کے لئے عذاب ہے۔

اور اگر تکلیف کے بعد گناہوں سے باز آجاتا ہے، توبہ واستغفار کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوجاتا ہے تو یہ تکلیف اس کے لئے رحمت بن جاتی ہے۔ جیسے ایک شخص کو بخار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لاباس طهوران شاء الله﴾

(رواہ البخاری والنسائی فی الیوم واللیلہ)

کیا عجیب الفاظ ہیں، "انشاء اللہ یہ پاک صاف کرنے والا ہے" تو یہ تکلیف اس کے لئے کفارۂ سیئات ہے، دو فائدے ہوئے، ایک تو یہ کہ اب تک کے سارے گناہ معاف ہوگئے، دوسرا فائدہ یہ کہ اس تکلیف کے بعد اس نے آئندہ کے لئے گناہ چھوڑ دیئے۔ یہ کتنا بڑا فائدہ ہے؟ ویسے کہتے رہو، سمجھاتے رہو گناہ نہیں چھوڑتے، اب اللہ تعالیٰ نے ایسا چابک لگا دیا کہ پہلے گناہ بھی معاف ہوگئے، اور آئندہ کے لئے بھی باز آگیا، یہ کتنی بڑی رحمت ہے؟

تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو گناہ نہیں کرتے اور کبھی غلطی ہوجاتی ہے تو توبہ واستغفار کرلیتے ہیں، ان لوگوں کی ایک حالت بہت ہی عجیب ہے، وہ یہ کہ اس قسم کے لوگ جب کوئی گناہ کررہے ہوتے ہیں تو عین گناہ کی حالت میں بھی ان کے دل لرز رہے ہوتے ہیں غافل نہیں ہوتے، دہلتے، لرزتے دل سے گناہ کرتے ہیں، ایسی حالت میں گناہ ہوجاتا ہے تو اس کے بعد بہت پریشان ہوتے ہیں، ان ہی کی پریشانی کے بارے میں فرمایا۔

چون برارند از پریشانی حنین
عرش لرزد از انین المذنبین
آنچنان لرزد کہ مادر بر ولد
دست شان گیرد ببالا می کشد

فرمایا جب غلطی ہو گئی اور غلطی کے بعد گڑگڑاتے ہیں، روتے ہیں، توبہ واستغفار کرتے ہیں تو ان کی اس کیفیت سے عرش بھی لرز جاتا ہے، کانپ اٹھتا ہے، یہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتا ہے کہ عرش لرزد از انین المذنبین، اور ؎

آنچنان لرزد کہ مادر بر ولد
دست شان گیرد ببالا می کشد

عرش ایسے کانپ اٹھتا ہے جیسے بچہ کے رونے پر ماں کو جوش آتا ہے عرش کو بھی جوش آتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر درجات قرب طے کروا دیتا ہے۔ دست شان گیرد ببالای کشد، اللہ تعالیٰ کی رحمت دست گیری فرماتی ہے، ان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

نہی عن المنکر کو چھوڑنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے:

آج صبح ایک خط کا جواب لکھ رہا تھا، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ حدیث میں یہ مضمون ہے کہ کسی گناہ کو دیکھ کر اگر انقباض پیدا نہیں ہوا اور انقباض بھی ایسا کہ اس کا اثر چہرہ پر نظر آئے تو وہ بھی ان معذب لوگوں میں شامل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں کسی کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا جاؤ اس کو تباہ کر ڈالو، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہاں تو ایک ایسے بزرگ بھی ہیں جن کو کبھی طرفۃ العین کے لئے بھی گناہ میں مبتلا نہیں دیکھا، آنکھ جھپکنے کی دیر تک کبھی غافل نہیں پایا، کیا ان کو بھی ساتھ ہی ہلاک کر دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے "لم یتمعر فیّ وجھہ"

یعنی دوسروں کے گناہ دیکھ کر اس کے چہرہ پر بل نہیں پڑا۔ لہٰذا یہ بھی ویسا ہی مجرم ہے اس کو بھی ان کے ساتھ ہی ہلاک کردو، معلوم ہوا کہ کتنا ہی بڑا عابد وزاہد ہو، شب خیز ہو، متقی ہو مگر گناہ دیکھ کر اس کے چہرہ پر بل نہیں پڑتا دل میں ایسا انقباض پیدا نہیں ہوتا جس کا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہو تو یہ بھی برابر کا مجرم ہے۔

چہرہ سے اثر کیسے معلوم ہو؟ چند روز کی بات ہے کسی نے کہا کہ کچھ پڑھنے کے لئے بتا دیجئے، میں نے بتایا:

﴿حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل﴾ (۳-۱۷۳)

تو کہنے لگے لکھ دیجئے، جیسے انہوں نے کہا لکھ دیجئے، مجھے سخت تکلیف ہوئی، یہ تکلیف دو وجہ سے ہوئی، ایک تو یہ کہ مسلمان ہو کر اتنی عمر گزار دی مگر حسبنا اللہ کے دو لفظ تک نہ آئے، کتنے صدمے کی بات ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ مجھے فرصت ہی نہیں، بجائے اس کے کہ دوسروں کے مسائل سنوں اور کوئی دین کی بات کروں حسبنا اللہ لکھ لکھ کر دیتا رہوں ساری عمر تو اسی میں خرچ ہو جائے گی، کس کس کو لکھ کر دوں گا، میں نے ان سے کچھ نہیں کہا، بعد میں ان کا خط آیا کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجھے حسبنا اللہ ونعم الوکیل لکھ دیجئے، اس وقت مجھے آپ کے چہرہ پر سخت گرانی محسوس ہوئی، چہرہ دیکھ کر معلوم ہوا کہ آپ سخت ناراض ہیں، یہ بھی لکھا کہ میں نے پہلے سے سن رکھا تھا آپ بہت سخت ہیں، تیسری بات جو آگے لکھی اس سے بڑی مسرت ہوئی، وہ یہ کہ اوپر اوپر سے آپ نے ناراضی کا اظہار فرمایا تھا ورنہ دل میں آپ نے میرے لئے دعاء کی تھی، اس کا اثر یہ ہوا کہ میں دو چار لفظ بھی قرآن کے نہیں پڑھ پاتا تھا اور بہت کوشش کی تھی، اب جو میں نے جا کر پڑھنا شروع کیا تو اتنے اتنے پارے پڑھ چکا ہوں، اور سارا قرآن ہی میرے لئے آسان ہو گیا، ایسی آپ کی دعاء لگی۔

ماشاء اللہ! سمجھدار معلوم ہوتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ میرا یہ معمول ہے کہ کسی پر کسی مصلحت سے ناراضی کا اظہار کرتا ہوں تو اس کے لئے خصوصی دعاء بھی کرتا

ہوں۔

سختی اور مضبوطی میں فرق:

انہوں نے یہ جو لکھا تھا کہ "پہلے سے سن رکھا تھا آپ سخت ہیں" اس کا مختصر سا جواب میں نے لکھ دیا کہ میں سخت نہیں اصول کا پابند ہوں، خط میں کیا لمبی چوڑی تقریر لکھتا، آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں سختی او مضبوطی میں فرق سمجھ لیجئے، کیا آپ نے مجھے کبھی کسی ذاتی غرض سے کسی کو مارتے دیکھا۔ سخت کلامی کرتے دیکھا یا سنا؟ نہ میں کبھی کسی کو ڈانٹوں، نہ برا بھلا کہوں، پٹائی وغیرہ تو الگ رہی کچھ کہتا بھی نہیں، دنیوی لحاظ سے کوئی مجھے کتنا ہی نقصان پہنچادے کچھ نہیں کہتا اس کے بہت سے واقعات ہیں کیا بتاؤں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (حضرت والا کی نرمی، ظالموں اور عزت ومال کو نقصان پہنچانے والوں، بلکہ جان سے مار دینے کی دھمکی دینے والوں سے بھی درگزر بلکہ ان پر احسانات کے واقعات کا نمونہ "انوار الرشید" میں دیکھیں، جامع) ہاں مضبوط ضرور ہوں، مضبوطی کا کیا مطلب؟ کہ کوئی دعوت دے ہمارے ہاں چلئے، وہاں تصویریں بھی ہوں گی، تو یہ ہم سے نہیں ہوگا، کوئی کہے کہ ہمیں رات کو یہاں ٹھہرنے دیں یہ بھی نہیں ہوگا، ان طلبہ کو ہدایت کر رکھی ہے کہ کوئی استنجا خانہ کی طرف آئے یا رات کو ٹھہرنے کی بات کرے تو سختی نہ کریں، غصہ نہ دکھائیں، بات تو نرمی سے کریں مگر اصول کے پابند رہیں، کہ اگر نہ مانے تو پکڑ کر باہر نکال دیں، اور پکڑنے سے بھی نہیں نکلتا تو تین چار طالب علم اٹھاکر باہر رکھ آئیں، غصہ پھر بھی نہ کریں، یہ اصول کی پابندی ہے، اسے سختی کا نام دینا صحیح نہیں، کسی کی وجہ سے ہم جہنم میں جائیں یہ ہم سے نہیں ہوگا خواہ کوئی دوست ہو یا محسن، صحیح بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ہمارا محسن نہیں سوائے والدین، اساتذہ اور مشائخ کے۔ بہرحال دنیا میں کوئی بھی ہو، خواہ کوئی حاکم ہو، خواہ دوست، خواہ عزیز وقریب ہو یا کوئی اور، وہ اگر گناہ کی دعوت دے کہ آپ ہماری شادی میں شرکت کیجئے، جس میں

کوئی خرافات نہ ہوئیں تو بھی تصویریں تو ہوں گی ہی، یہ ہم سے کبھی نہیں ہوگا، ان باتوں کو آپ سوچا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ سختی بالکل نہیں دیکھیں گے، البتہ مضبوطی ضرور دیکھیں گے، مضبوطی ہم نہیں چھوڑ سکتے، اللہ کرے اور زیادہ مضبوطی آجائے۔

یہ بات اس پر چلی کہ انہوں نے لکھا کہ آپ کا چہرہ دیکھ کر پتا چل گیا کہ آپ ناراض ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لم یتمعرفی وجھہ گناہوں کو دیکھ کر اس نے چہرہ بھی ایسا نہ بنایا کہ لوگ دیکھ کر سمجھ جاتے کہ یہ ہماری نافرمانی سے ناراض ہے، اسے تکلیف ہے، جس کے چہرہ پر بھی بل نہیں آتا، چہرہ سے یہ نہیں ظاہر کرتا کہ گناہوں کو برا سمجھتا ہے تو یہ بھی ویسا ہی مجرم ہے اس کو بھی ان کے ساتھ ہی تباہ کردو۔

اس مضمون کی ایک آیت بھی سن لیجئے:

﴿لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون﴾ (۵-۷۸)

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شروع میں تو علماء بنی اسرائیل لوگوں کو گناہوں سے روکتے تھے، تبلیغ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے مگر جب وہ نہ مانتے تو انہی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا شروع کر دیتے، یعنی گناہوں سے بیزاری ظاہر نہ کرتے، بس ان علماء کی اس حرکت کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، کہ لوگ جب گناہ نہیں چھوڑتے تو تم ان سے بیزار کیوں نہیں ہوتے؟ ان سے تعلقات کیوں رکھتے ہو؟

خط میں سائل نے نافرمانوں کی بستی پر عذاب کے بارے میں حدیث لکھ کر اس پر یہ اشکال لکھا ہے کہ ہم تو لوگوں کو ہر قسم کے گناہوں میں مبتلا دیکھتے ہیں مگر پھر بھی ان سے بیزار نہیں ہوتے۔ ان کے ساتھ ہنستے بولتے رہتے ہیں، اگر ان سے بالکل

الگ تھلگ رہتے ہیں تو یہ خود کو پارسا اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کے مترادف ہے جو سب سے بڑا گناہ ہے، آخر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

علمی مسائل حل کرنے کا نسخہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق ہوجاتی ہے کہ فقہی مسئلہ یا اصلاحی خط دیکھتے ہی دعاء ہوجاتی ہے کہ یا اللہ! مسئلہ کے جواب میں غلطی سے حفاظت فرما، صحیح جواب کی توفیق عطاء فرما، دل سے دعاء ہوجاتی ہے، اس کے بعد حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھنے کی توفیق ہوجاتی ہے، یہ دعاء بھی رہتی ہے کہ یا اللہ! جس منصب پر تو نے فائز فرمایا ہے، اس منصب کے لحاظ سے مدد فرما، دل میں ایسے نسخے القاء فرما جن سے سائل کو فائدہ ہو، جب ان کا یہ اشکال پڑھا تو فوراً خیال آیا کہ اشکال تو زبردست ہے اس کا جواب کیا ہوگا؟ فوراً دعاء ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے جواب دل میں ڈال دیا، یا اللہ! تیرا کتنا بڑا کرم ہے کہ اتنا بڑا علم عطاء فرمایا، محض اکابر کی دعائیں ہیں جن کی برکت سے یہ جواب عطاء ہوتے ہیں، بڑی مسرت ہوئی، جواب اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ ڈالا کہ حتی الامکان حسب موقع نرمی یا گرمی سے نہی عن المنکر کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے ساتھ یہ نسخہ بھی استعمال کرتے رہیں کہ جونہی گنہگار پر نظر پڑے فوراً دعاء کی جائے، اگر نظر پڑتے ہی فوراً توجہ ہوگئی کہ یہ اس گناہ میں مبتلا ہے تو فوراً دعاء کی جائے ورنہ چوبیس گھنٹے میں ایک وقت معین کرکے اس میں تمام گنہگاروں کے لئے دعاء کیا کریں، اللہ تعالیٰ نے جیسے یہ نسخہ دل میں ڈال دیا اس کے فوائد بھی ڈال دیئے، ان کو تو میں نے مختصر سا نسخہ لکھ دیا، اب اس کے فائدے سنئے:

(۱) آپ نے مسلمان بھائی کا حق اداء کردیا، کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھیں تو آپ پر حق ہے کہ اس کے لئے دعاء کریں، کوئی مسلمان گناہوں میں مبتلا ہے اس سے بڑھ کر کیا تکلیف ہوسکتی ہے؟

(۲) آپ میں عجب پیدا نہیں ہوگا کہیں اپنے بارے میں یہ سمجھنے لگیں کہ ہم تو

ایسے ایسے ہیں اور یہ گناہگار ہیں، دعاء کے ساتھ عجب کا علاج ہوگیا اس لئے کہ عطاء مولیٰ کی طرف توجہ ہوگئی۔

(۳) دل میں گناہگاروں سے نفرت اور ان کی تحقیر پیدا نہیں ہوگی۔

(۴) دعاء کے ساتھ گناہوں کا استحضار اور ان کی برائی کا استحضار ہو جائے گا، جب دوسروں کو بچانے کے لئے دعاء کریں گے تو لازماً اس کا استحضار ہوگا کہ یہ کام گناہ کے ہیں، اور لوگ ان میں مبتلا ہیں۔

اس جامع نسخہ سے یہ سب فوائد حاصل ہوگئے، دل بیدار ہوگیا، برائی کا استحضار ہوگیا، ورنہ ہوتے ہوتے دل مسخ ہوجاتا ہے، اور گناہ کی برائی کا خیال تک نہیں آتا، مسلمان سے نفرت بھی نہ ہوئی اس کا حق بھی اداء ہوگیا۔

جب ایسی باتیں ذہن میں آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرتا ہوں اس میں طالبین کی برکت بھی ہوتی ہے، اگر وہ طالب خط میں سوال نہ کرتے تو یہ نسخہ ذہن میں نہ آتا، اور اب اگر کچھ لوگ اہل طلب نہ ہوتے تو یہ علم عطاء نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ اپنی عطاء کے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں۔

غصہ بہت خطرناک گناہ ہے:

تمام گناہ ندامت کے ساتھ جمع ہوسکتے ہیں، گناہ بھی کررہا ہے اور عین گناہ کی حالت میں ندامت بھی طاری ہے، جس نے گناہ کی لذت کو کرکرا کردیا، جن لوگوں کو خوف آخرت ہے وہ اگر نفس وشیطان کے بہکانے سے نفسانی تقاضوں سے کبھی گناہوں میں مبتلا ہو بھی جائیں تو ان کو گناہ کی لذت نہیں آتی، گناہ بھی کررہا ہے ساتھ ساتھ ڈر بھی رہا ہے، دل پر خوف طاری ہے، جس نے لذت کو کرکرا کردیا، جیسے کسی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے اور اس کو کچھ کھانے کو دیا جائے اور کہا جائے کہ زبردستی کھانا پڑے گا، ورنہ تیری آنکھیں نکال لیں گے، تو وہ بظاہر کھا رہا ہے لذت اٹھا رہا ہے، مگر اندازہ کیجئے کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ جس کے دل میں فکر

آخرت غالب ہے، اگر وہ گناہ کر رہا ہے تو عین گناہ کی حالت میں بھی لذت کی بجائے اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے، غصہ کے سوا سب گناہوں کی یہی حالت ہے کہ ان کے ساتھ ندامت جمع ہو سکتی ہے، مگر غصہ اتنا برا گناہ ہے کہ ندامت اس کے ساتھ جمع ہو ہی نہیں سکتی، غصہ بھی کر رہا ہو اور دل میں ندامت بھی ہو یہ دو چیزیں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں، اس لئے کہ ذرا سی ندامت آگئی تو غصہ ہی اتر جائے گا۔ انسان چوری کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، غیبت کرتا ہے، رشوت لیتا ہے، غرض کسی بھی گناہ میں مبتلا ہے مگر دل میں ندامت بھی ہو؛ یہ دونوں چیزیں جمع ہو سکتی ہیں، مگر غصہ اور دل میں ندامت جمع نہیں ہو سکتے، دونوں متضاد چیزیں ہیں، غصہ بہت خطرناک گناہ ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

زحمت کو رحمت بنانے کی عقلی مثال:

انسان تکلیف میں ہو یا راحت میں دونوں صورتوں کو اپنے حق میں رحمت بنانا اللہ تعالیٰ نے خود اس کے اختیار میں دیدیا ہے بظاہر تکلیف میں ہے مگر وہ تکلیف رحمت ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، اس کی دو مثالیں سمجھ لیں: کسی بیمار کو ڈاکٹر کڑوی دواء پلائے، انجکشن لگائے یا آپریشن کرے، طبعاً اس کو تکلیف تو ہوگی مگر عقلی طور پر اسے اپنے لئے رحمت سمجھتا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر کا علم ناقص، آپریشن سے متعلق بھی دونوں احتمال ہیں فائدہ ہو یا نقصان، مگر یہ اس لئے مطمئن ہے کہ اسے اپنے لئے ذریعہ راحت تصور کرتا ہے، رحمت سمجھتا ہے، ڈاکٹر کو فیس بھی اداء کرتا ہے، دواء کے پیسے بھی دیتا ہے، اور ساتھ ساتھ اس کا شکریہ بھی اداء کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا علم کامل، بندوں کے ساتھ ان کی محبت کامل، ان کی قدرت کامل، مصلحت کامل، ان کی طرف سے بندہ پر جو تکلیف آئے گی وہ رحمت ہوگی بشرطیکہ یہ بندہ بھی بندہ بن جائے، ان کی نافرمانی چھوڑ دے، ان کو راضی کرلے، بس مالک کی طرف مائل ہوجائے، گناہوں سے باز آجائے، ان کی رضا طلبی میں سرگرداں ہوجائے تو

رحمت ہی رحمت ہے اور اگر ان کی نافرمانی سے باز نہیں آتا تو ہر تکلیف زحمت اور عذاب ہے۔

شکر کی حقیقت:

اسی طرح دنیا میں جتنی نعمتیں میسر ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیدیا ہے، چاہے تو ان کو اپنے حق میں رحمت بنالے، اور چاہے تو زحمت وعذاب، اگر نعمتوں پر شکر اداء کررہا ہے تو رحمت ہے ورنہ عذاب۔ شکر سے یہ مقصد نہیں کہ صرف زبانی "شکر ہے" کہتا رہے بلکہ منعم کی نافرمانی چھوڑ دے، اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہے اس کی ناراضی سے بچتا رہے، یہ ہے شکر کی حقیقت۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ والد اپنی اولاد پر جتنے احسانات کرتا ہے اولاد جواب میں صرف زبان سے شکریہ شکریہ نہیں کہتی، اور اگر کوئی غیر احسان کرے تو اس کے جواب میں شکریہ کہہ دیتی ہے دونوں میں فرق کیا ہے؟ والد جو احسان کرتا ہے تو اولاد اگر واقعۃً اولاد ہے تو یہ سمجھتی ہے کہ زبانی کیا شکریہ شکریہ کہوں، میرا تو پورا وجود ہی شکریہ ہے اپنے والدین کے زیر منت، زیر احسان ہے، زبان سے شکریہ تو وہ کہے جسے کچھ کرنا نہ ہو صرف زبانی شکریہ کہہ کر راضی کرنا چاہے، جب والدین کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ صرف زبانی شکریہ اداء نہیں کرتا بلکہ سمجھتا ہے کہ مجھے عمل سے شکریہ اداء کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ جو محسن حقیقی ہے، مالک حقیقی ہے، ان کی نعمتوں کا شکر صرف زبانی کیسے اداء ہوسکتا ہے؟ عمل سے اداء کرنے کی کوشش کی جائے۔

عذاب بصورت اسباب:

بندہ اگر نعمتوں کا شکر اداء کرتا ہے یعنی ان کو مالک کی نافرمانی چھوڑ دینے کا ذریعہ بناتا ہے، ان کی وجہ سے فکر آخرت پیدا کرتا ہے تو یہ نعمتیں رحمت بن جاتی ہیں،

اور اگر نعمتیں ہوتے ہوئے نافرمانی نہیں چھوڑتا بلکہ جیسے جیسے اسباب زیادہ حاصل ہوتے گئے نعمتیں زیادہ ملتی گئیں، مال و دولت اور منصب کی فراوانی ہوتی گئی ویسے ویسے اس کی طغیانی، سرکشی اور گناہوں میں اضافہ ہوتا گیا، تو یہ نعمتیں رحمت نہیں بلکہ عذاب ہیں، اس کو استدراج کہتے ہیں، استدراج کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں، جو کرنا ہے کرلو، آخر میں اکھٹی کسر نکال لی جائے گی۔ مثال کے طور پر کسی کو موت کی سزا سنا دی گئی اور اسے کہہ دیا گیا جو وصیت چاہو کردو، جو چاہو کھالو، جس سے ملنے کی خواہش ہو کہو یا کچھ بھی چاہو اس کی تعمیل کی جائے گی، بظاہر اس کو راضی کیا جارہا ہے اس کی آؤ بھگت ہو رہی ہے، مگر اس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہے: جو لوگ نافرمانی نہیں چھوڑتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے جہنم کی سزا مقدر ہو چکی ہے، اگر دنیا میں ان کو نعمتیں مل رہی ہیں تو ان کی مثال وہی ہے کہ کسی کو سزائے موت سناکر کہا جائے خوب کھاؤ پیو، عیش کرو۔

زحمت اور رحمت کی پہچان:

آخر میں ایک بات اس سے متعلق یہ سمجھ لیں کہ دنیا میں اگر کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ سوچ کر خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہ اس کے حق میں کیا ہے؟ کفارہ سیئات ہے یا باعث ترقیٔ درجات یا خدانخواستہ عذاب؟ یہ کس قسم میں داخل ہے؟ اپنے اعمال پر نگاہ ڈال لے، اگر بد عملی صریح طور پر واضح ہو رہی ہے تو فیصلہ بالکل ظاہر ہے بد عملی کو چھوڑ دے، فوراً توبہ واستغفار میں لگ جائے، اگر گناہوں کو پہلے ہی سے چھوڑے ہوئے ہے، توبہ واستغفار کی توفیق پہلے ہی سے مل رہی ہے۔ آخرت کی فکر ہے، تو بظاہر یہ تکلیف اس کے لئے رحمت ہی ہے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ نظر اس احتمال پر رکھے کہ خدانخواستہ یہ زحمت تو نہیں؟ اس لئے توبہ واستغفار کرتا رہے۔ اعمال سے ظاہر بھی ہو جائے کہ وہ اچھے ہیں، بد اعمالی سے بچ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت نظر آرہی ہے، تو بھی بندہ کا کام یہ ہے اور اس کی بہتری بھی

اسی میں ہے کہ دوسرے احتمال کو ذہن میں لاتا رہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی گناہ ہوگیا ہو جس کا احساس نہ ہو، توجہ نہ ہو اور یہ اسی پر گرفت ہو، یہ خیال ذہن میں رہے اور توبہ واستغفار کرتا رہے، اگر پہلے سے گناہوں سے پاک ہے تو اب اور زیادہ پاک ہوجائے گا، زیادہ ترقیٔ درجات ہوجائے گی، بہرحال خود کو مجرم ہی سمجھے۔

اسی طرح دنیوی نعمتیں ہیں، صحت کی نعمت، مال کی نعمت، سکون کی نعمت، منصب کی نعمت، اولاد کی نعمت، غرضیکہ تمام نعمتوں سے متعلق انسان کو سوچنا چاہیئے کہ یہ دونوں قسموں میں سے کس قسم میں داخل ہیں؟ یہ رحمت ہیں یا زحمت؟ کہیں استدراج تو نہیں؟ سوچنے کے بعد، محاسبہ کرنے کے بعد اگر یہ فیصلہ ہو کہ الحمد للہ! شکر نعمت حاصل ہے، بد اعمالیوں سے محفوظ ہے، جب کبھی غلطی ہوجاتی ہے توبہ واستغفار کرلیتا ہے۔ تو یہ نعمتیں اس کے حق میں رحمت ہیں، مگر اس کے باوجود دل میں یہ کھٹکا ضرور رہے کہ خدانخواستہ یہ کہیں استدراج تو نہیں؟ اس لئے توبہ اور دعاء کرتا رہے کہ یا اللہ! ان نعمتوں کا شکر عطاء فرما، ان نعمتوں کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما، انہیں اپنی رضا کا ذریعہ بنا۔

حضرت والا کا ایک سبق آموز قصہ:

میں نے جب یہاں دارالافتاء کا کام شروع کیا تو ایک بار استاذ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ایک حالت بیان کی کہ میں نے یہاں تن تنہا بالکل بے سروسامانی میں کام شروع کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ کسی حال میں بھی کسی سے بھی کسی قسم کے بھی تعاون کا ہرگز نہیں کہوں گا، ان حالات میں کسی کی عقل میں بھی یہ بات نہیں آرہی تھی کہ یہ کام چل سکے گا، دیکھنے سننے والے اسے میری خام خیالی اور کم فہمی بلکہ کج فہمی قرار دیتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو اتنی ترقی عطاء فرمائی کہ عقل حیران ہے، یہ حالت دیکھ کر پریشانی ہوتی ہے کہ کہیں استدراج نہ ہو۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استدراج کا خطرہ دلیل قبول ہے، جس دل کو یہ خطرہ رہے کہ میرا یہ کام قبول ہے یا نہیں؟ کہیں استدراج تو نہیں؟ یہ نعمتیں بجائے رحمت کے زحمت تو نہیں؟ تو یہ خطرہ قبول ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت استاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت کا مصداق بنادیں، دستگیری فرمائیں، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں، استدراج سے محفوظ رکھیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس نسخہ سکون کی طرف کسی کے متوجہ کرنے سے یا منجانب اللہ توجہ ہوجانے سے کسی حد تک زیادہ پریشانی کا علاج تو ہوجاتا ہے مگر مکمل سکون نہیں ملتا، مرتے دم تک یہی کیفیت رہتی ہے، جس کی عبادت قبول ہوتی ہے اس کو آخر دم تک خطرہ لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے آخر دم تک اسی پریشانی میں مبتلا دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے استدراج ہوتا ہے اس کے دل میں ایسا خطرہ آیا ہی نہیں کرتا، مست ہی رہتا ہے کہ ہم بڑی عبادت کر رہے ہیں، بڑے مالدار ہیں، خواہ دینی نعمت ہو یا دنیوی نعمت اسے خیال ہی نہیں آتا کہ یہ رحمت ہے یا زحمت اور جو مقبول ہوتا ہے اسے دونوں قسم کی نعمتوں میں یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں استدراج نہ ہو، فرمایا:

﴿والذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون﴾ (۲۳-۶۰)

اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں اس حالت میں کرتے ہیں کہ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، کیا یہ وہ لوگ ہیں جو گناہ کرتے ہیں اور گناہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو عبادت کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت

بھی کررہے ہیں اور ساتھ ڈر بھی رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی ہے یا نہیں؟ خطرہ لگا ہوا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ انسان پر جو حالت بھی آئے خواہ تکلیف آئے یا راحت یہ خطرہ رہے کہ یہ کہیں استدراج تو نہیں؟ ہرحال میں اللہ تعالیٰ کی طرف مائل رہے، ڈرتا رہے اس سے شکر نعمت میں اضافہ ہوتا ہے، دل میں انکساری وعاجزی پیدا ہوتی ہے، بہرحال انسان خود کو مجرم ہی سمجھے، اسی میں فائدہ ہے، بندہ تو آخر بندہ ہی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو بندوں کی صفات عطاء فرمائیں، اپنے بندے بنالیں۔

وصل اللھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک
محمد وعلی والہ وصحبہ اجمعین
والحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ دنیا فسادات، قتل وغارت
اور جان لیوا پریشانیوں کے عذاب میں کیوں گرفتار ہے؟

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاھِرِیْنَ (صحیح بخاری)

"میری پوری امت کو معاف کیا جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوت کرنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کی کھلی بغاوتیں

[۱] **ڈاڑھی** ایک مٹھی سے کم کرنا، کٹانا یا منڈانا۔ دل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے نفرت تو ایمان کہاں؟

[۲] **شرعی پردہ** نہ کرنا۔

وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے :

① چچا زاد ② پھوپھی زاد ③ ماموں زاد ④ خالہ زاد
⑤ دیور ⑥ جیٹھ ⑦ نندوئی ⑧ بہنوئی
⑨ پھوپھا ⑩ خالو ⑪ شوہر کا بھتیجا ⑫ شوہر کا بھانجا
⑬ شوہر کا چچا ⑭ شوہر کا ماموں ⑮ شوہر کا پھوپھا ⑯ شوہر کا خالو

[۳] مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا۔

[۴] بلا ضرورت کسی جاندار کی تصویر کھینچنا، کھنچوانا، دیکھنا، رکھنا اور تصویر والی جگہ جانا۔

[۵] **گانا باجا** سننا۔

۶ ٹی وی دیکھنا۔

۷ حرام کھانا جیسے بینک اور انشورنس وغیرہ کی کمائی۔

۸ غیبت کرنا اور سننا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمّت کو اپنی بغاوتوں اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما کر دنیا و آخرت کے ہر قسم کے عذاب اور ہر پریشانی سے نجات عطا فرمائیں۔ آمین

رَشِید اَحمَد

دَارُالاِفتَاء وَالاِرشَاد ناظم آباد کراچی،

۲۶ رجب ۱۴۲۵ھ

اللہ تعالیٰ کی ان علانیہ بغاوتوں اور کھلی نافرمانیوں کی تفصیل اور ان پر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دنیا و آخرت میں سخت عذاب کی وعیدیں معلوم کرنے کے لئے

فقیہ العصر عارف باللہ عالم ربانی حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کا وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" پڑھیں یا اس نام کی کیسٹیں سنیں۔

جان لیوا پریشانیوں سے مکمل نجات کے لئے

حضرت اقدس کے مواعظ کے کتابچوں اور کیسٹوں میں بیان کردہ نسخے آزمائیں اور انہی نسخوں کے استعمال سے مکمل قابلِ رشک سکون پانے والوں کے حیرت انگیز حالات کتاب "بَابُ العِبر" میں پڑھیں۔

تفسیر انوار البیان جلد اول	۲۰۰/-
// // دوم	۲۰۰/-
// // سوم	۲۰۰/-
// // چہارم	۲۰۰/-
// // پنجم	۲۰۰/-
المعجم المفہرس لالفاظ القرآن	۶۰۰/-
علمی مضامین مع مزاحیہ حکایات	۱۲۵/-
احاطہ دار العلوم میں بیتے دن	۸۵/-
احکام مسافر مجلد عکسی	۷۰/-
معارف میت الامت	۷۰/-
خصائل مصطفی ﷺ	۶۰/-
نقوش علماء دیوبند	۴۰/-
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے	۱۵/-
ٹی وی کی تباہ کاریاں	۱۲/-
بریلویت کے اصلیت	۲۵/-
اکرام المسلمین	۱۶/-
مودودی صاحب اپنے افکار و خیالات کے آئینے میں	۲۵/-
پاکیزہ زندگی پاکیزہ ماحول سے بنی ہے، اردو	۱۵/-
پاکیزہ زندگی پاکیزہ ماحول سے بنی ہے، ہندی	۱۵/-
حصول جنت کا طریقہ	۱۵/-
نصرت خداوندی کی چار شرطیں	۸/-

عربی مدارس عربی چندہ اور نظام چندہ	۷/-
مقبول تقریریں	۳۰/-
راہ نجات	۱۵/-
تسہیل المبتدی	۳۰/-
خطبہ شہید	۱۴/-
میزان الصرف	۱۴/-
نحو میر	۳۰/-
علم الصیغہ	۳۰/-
پنج گنج	۳۰/-
شرح مأۃ عامل	۳۰/-
ہدایۃ النحو	۴۰/-
نور الایضاح	۶۰/-
ملا بدمنہ	۵۰/-
مفید الطالبین	۱۴/-
گلزار دبستاں	۱۵/-
تیسیر المبتدی	۱۰/-
دروس البلاغۃ	۱۸/-
تیسیر المنطق	۱۰/-
آمدن سی لفظی	۱۰/-
الفوز الکبیر	۱۶/-
المنطق	۶/-
الفلسفہ	۶/-

مرقات	۲۰/-
فوائد مکیہ	۱۵/-
جمال القرآن	۱۰/-
حمد باری	۱۰/-
کبریٰ	۱۲/-
صغریٰ	۱۰/-
کریمہ	۸/-
چہل سبق	۱۲/-
پند نامہ	۱۵/-
فارسی کی پہلی	۸/-
فارسی کی دوسری	۱۰/-
سراجی	۳۰/-
کافیہ	۳۰/-
اصول الشاشی	۶۰/-
تیسیر الصرف	۳۰/-

مکتبہ طیّبہ
دیوبند

فون: ۲۴۰۱۷

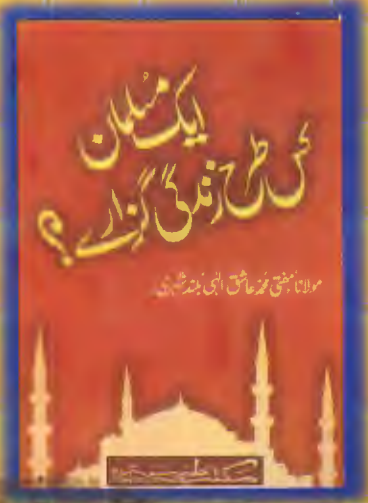

MAKTABA TAYYABA
DEOBAND-247554(U.P.)

Desgined by: Crescent Computers, Deoband, Ph:01336-23183